

نغمہ معرفت

تصنیف

آیۃ اللہ العظمیٰ حکیم الامت علامہ ہندی سید احمد نقویؒ

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیہ حضرت غفران مآبؒ، مولانا کلب حسین روڈ، چوک،

لکھنؤ-۲۲۶۰۰۳ (یو۔ پی)۔ انڈیا

Noor-e-Hidayat Foundation

Imambara Ghufuranmaab, Maulana Kalbe Husain Road,

Chowk, Lucknow-3 INDIA

Website: www.noorehidayatfoundation.org

www.naqeeblucknow.com

E-mail: noorehidayat@gmail.com, noorehidayat@yahoo.com

Ph:0522-2252230 Mob :08736009814,09335996808

لصوف

۱۲

نغمہ معرفت

مکتبہ

مسکدار حجتہ الاسلام علامہ حیدر علی ^{۸۱}

حسب فرما

حاذق الالہیاء علیہ السلام حکیم ہاشم علی مدظلہ العالی جمیعت اہل بیت علیہم السلام

۴۔ باسمہ سجانہ ولہ احمد

چونکہ انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب عادی ہو چکے ہیں کہ جو چیز ان کی سمجھ میں نہ آئے اس سے صاف انکار کر دیں اور جاننے والوں سے پوچھ گچھ میں قیصع اوقات سمجھیں اس لئے ضرورت ہے کہ کثرت سے ایسے مختصر رسالے مختلف زبانوں میں پیش ہوتے رہیں جس کی وجہ سے مختصر وقت میں ان کی قیصع اوقات ہونے سے محفوظ رکھتے ہوئے اور نادل و ڈرامہ دیکھنے کی کافی ہمت دیتے ہوئے جو ان کی نظر میں وقت کا بہترین مشغلہ ہے صریح نہ ہو، اس لئے یہ مختصر رسالہ "ننہ و مسرت" پیش کیا جا رہا ہے تاکہ کم از کم اصول دین سے قویا خبر ہو لیں۔ وباللہ التوفیق

قانون ارتقا مکمل ہونے پر ختم ہو جاتا ہے

قانون ارتقا کیا ہے، دنیا کی ہر شے جو کامل ترقی کر لے، جس کے منازل ترقی کے تجربہ بتا ختم ہو جانے کے بعد ترقی بند ہو جاتی ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ موجود دنیا میں اب وہ ترقی نہوگی زمین اور اسکی پیداوار کے متعلق بالیقین یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ کرہ زمین کی ترقی کے تابع رہ کر ترقی کرتے رہے، زمین لاکھوں سال اپنے جیالوجی دوروں کو پورا کر کے موجود ترقی کی حالت میں آئی ہے اور اس کی پیداوار سمی آہستہ آہستہ اس موجودہ ترقی تک پہنچی، موجودہ حالت کو زمین اور اس کی پیداوار کے ہزاروں سال سے دیکھتے ہوئے ہمارا صحیح بھی حکم ہوگا کہ نہ کرہ زمین اپنی موجودہ ترقی سے آگے بڑیکا یعنی آئندہ چاندی سونے کی زمین نہ بن جاوگی، درجہ ترقی آخری ہے، اس طرح اسکی پیداوار اگلے والی چیزیں اور جائزادوں میں جا فوراً اولیٰ بھی اپنا آخری ترقی کی منزلوں کو پہونچ کر ترقی ختم کر چکے، آئندہ جو بھی ہونیکا امکان ہو لیکن اس آئندہ زمانے پر قدم دہرنے والے اس تبدیلی شدہ حالت پر بحث کریں گے ہم ذمہ دار نہیں ہیں نہ اس میں پڑنا ہمارا فریضہ ہے، ہم یقین کے ساتھ کہیں گے کہ حد کمال

کے بعد ترقی بند ہو جاتی ہے، آئندہ کیا ہوگا وہ آئیو لے جانیں اسی طرح سے زمین کی پیداوار کے متعلق یقینی بات ہے کہ جیالوجی دوروں میں جب زمین میں تولید کی صلاحیت پیدا ہوئی تو سب سے پہلے نباتات پیدا ہوئے، ان کے بعد جانور جن کو نباتات کے تغذیہ ضرورت تھی پیدا ہوئے، ان کے بعد جانور پیدا ہوئے ہوں گے جن کی غذا نباتات اور ابتدائی کیڑے مکوڑے تھے، انسان کیواسطے چونکہ زمین کی تمام پیداواروں کی ضرورت تھی لہذا وہ سب سے بعد اس کرۂ زمین پر آیا یہ سلسلہ تولید کا تو یقینی ہے۔

اب احتمالات و تخیل کا در آتا ہے جن میں سے قدیم زمانے والوں کا یہ خیال ہے کہ نباتات اور جاندار "ڈارون" کے نظریہ کے مطابق پیدا نہیں ہوئے اپنی اپنی نسل کی ہر ایک پیداوار ہر اسی کی تائید اسلام بھی کرتا ہے، جدید خیال ڈارون کا ہے وہ کہتے ہیں کہ بجز ابتدائی آبی کیڑے کے کوئی جاندار ابتدا میں پیدا نہیں ہوا، وہی کیڑے کی نسل اگلے سے اعلیٰ کیطرت ترقی کر کے بدلتے ہوئے ہر قسم کے جانور بن گئے اور وہی نسل بڑھتے بڑھتے بد انسان ہو گئی۔ ہر دو خیالات کو باہم زور آزمائی کرنے دو فلاسفہ جدید خود بھی اب "ڈارون" کی تصویر کی کوچم چاٹ کر چھوڑ چکے ہیں، ہمارے موضوع کتاب سے اسکا فیصلہ خارج از بحث ہے بلکہ تو دونوں خیالات کے درمیانی راستہ اور امر مشترک سے بحث ہے اور وہ یہ ہے کہ کبھی انسان سے پہلے کیڑے مکوڑے پیدا ہوئے ہوں گے جب ان سے بڑا کوئی جانور زندہ رہ سکے کی صلاحیت زمین نے پیدا کی اسوقت وہ صنیف پیدا ہونا شروع ہوئیں اور عرصہ دراز تک ادنیٰ سے کم کیڑے زندگی بسر کرتے رہے ہوں گے اس کے بعد عرصہ دراز تک بڑی قسم کے جانور پیدا ہوتے ہوں گے اور کبھی کوئی نئی قسم کی سیبداوار ہوتی ہوگی یہاں تک کہ جب زمین اپنی ترقی شدہ دور پر پہنچی تو حضرت انسان تشریف لائے ہوں گے لہذا خلقنا الانسان فی احسن تقویم، (فی الحقیقت وہ جیالوجی دور خلقت و تکوین کا انسان کیواسطے بہترین دور تھا اس لئے انسان زمین کی بہترین

پیداوار ہوگا اور اشرف المخلوقات کہے جانے کا سٹی ہوگا، جیسا کہ قرآن مجید کا بیان ہے، اور چونکہ انسان کی خلقت کے بعد اس سے بہتر و اشرف زمین کی کوئی پیداوار سامنے نہیں آتی ہے لہذا اقرار کرنا ہوگا کہ ارضی پیداوار میں اب نشو و ارتقاء ممکن نہیں ترقی کے مرحلے ختم ہو گئے۔



انسانی پیداوار

قرآن مجید نے انسانی خلقت کے بارے میں صاف اور واضح الفاظ میں فرمادیا،

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَءٍ مَسْنُونٍ۔ (سورہ حجر) انسان اس کیچڑے پیدا کیا گیا جو گرم پانی سے گندھی ہوئی مٹی تھی۔ فلسفہ جدید کی قرآن نے جتنی بھی تائید کی ہے وہ صرف اتنی ہے کہ کیڑے مکوڑوں کے مانند ابتدائی انسان کو بھی مٹی سے پیدا کیا تھا اور ڈارون کی تائید نہیں کی یعنی کیڑے سے ترقی کر کے انسان نہیں بنا وہ بھی ایک مستقل زمین کی پیداوار ہے، چھپے نباتات و حیوانات نہ کیڑے سے نباتات و حیوانات بنے نہ انسان اور یہ پیداوار زمین کی محض نظام قدرت کے ماتحت ہی، خالق کی بخشی ہوئی تاثیر و تحریک سے خود بخود نہیں ہے۔

زمین جب اس دور ترقی پر پہنچ گئی اور انسان ایسی ترقی یافتہ فرد پیدا ہو چکی تو بیشک قانون ترقی مکمل ہو جانے کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔



قانون توارث

قانون ارتقاء ختم ہو جانے کے بعد اسکی جگہ قانون توارث لے لیتا ہے، دیکھو سیاروں کو

جس طرح سے وہ دراشت میں آفتاب کی نسل سے ہیں اور اسی کی جدا شدہ شعلوں سے بنے ہیں اسی طرح سے اقمار زمین کی نسل سے ہیں اور زمین کی پیداوار میں جبکہ علمائے ہیئت جدید نے مان لیا ہے، اسی طرح ہاتھی، تھی سے اونٹ اونٹ سے گائے، گھوڑا، گدھا اپنی اپنی نسلوں سے پیدا ہو رہے ہیں اور قانون دراشت اب کام کر رہا ہے، قانون ارتقاء ختم ہو چکا یہی حال انسان کا بھی ہے قانون ارتقاء ختم ہو چکا اور اسکا سب کام ختم ہو چکا، اب اولاد میں بھی وہی بات پیدا ہو گئی ہے جو ان کے باپ میں ہوتی تھی یعنی نوالد و تناسل اب بڑی اور کچھ بڑے کوئی آدمی پیدا نہیں ہوتا، قرآن نے بتا دیا ہے۔ خلقنا کل شیء من نر و جین " (سورہ)، قانون دراشت بتایا جاتا ہے کہ خالق کائنات نے ہر شے کو دو دو کے ملنے سے پیدا کیا ہے چاہے وہ زمین کی نباتاتی چیزیں ہوں چاہے جانداروں کی، یہی قانون تولید کا ان چیزوں میں جاری ہے جن کو انسان جانتا بھی نہیں ہے اللہ تعالیٰ خلق الاولاد اجم کلھا صامتہن الا صرحن ومن انفسھم وحملا یعلمون (سورہ یس)، اب تک نباتات میں کس نے نوالد و تناسل کے قانون کو سمجھا تھا، جدید علم النبات میں ثابت ہوا ہے کہ وہ بھی اس طرح سے کہ پودا نکلنے پر حیوانات کے ذریعہ پوڈر کی شکل میں تولید کا مادہ نر سے مادہ نر تک پہنچتا ہے، مگر ہے نوالد و تناسل کا مادہ صرف اسی شکل میں منحصر نہ ہو بلکہ تناسل کا سلسلہ ختم میں زمین کے اندر ہی شروع ہو جاتا ہے پھر تخم کے دو حصوں دو ڈالوں میں سے ایک نر و دوسرا مادہ ہوتا ہوا اس لئے کہ تخم کے دو حصوں کا ہونا شبہہ میں ڈالتا ہے آئندہ کی خلق تھیں گے انشائے بہر حال یکڑوں سال بعد نباتات کی تناسلی حالت کا علم ہوا اور اب بھی قرآن مجید بہت سے موجودات میں تناسل کو بتاتا ہے جبکہ علم ابھی تک انسانوں کو نہیں ہے و من کل شیء خلقنا نر و جین لعلکم تذاکر و ن (سورہ زاریات)، ہر شے کو بننے جوڑا جوڑا بنایا شاید تم یاد کر دینی وقت آنے اور سلطوات بڑھنے پر تم کو تعلیم یا آدے اور اس کی صداقت پر ایمان لاؤ اور جوں جوں بنیادیں جوڑا جوڑا ہونا سائنس اسلام کے تعلیمات الہیہ کی تصدیق ہوتی رہے۔

دیکھو ہر شے میں قانون ارتقاء کی جگہ قانون دراشت نے لے لی قانون دراشت پہلی ہی فرج سے

شرع ہو گیا۔ بندوبست اس سے انسان نہیں بنا۔ حضرت آدم کی خاص قسم کی ولادت ہے تو والد و تناسل ہوئی ہے۔ اُن کی اولاد بذریعہ تناسل پیدا ہوتی گئی۔ قانون ارتقا مادے میں ختم ہو کر عقلی قابلیتوں میں اب یہی کام کر رہا ہے جس سے اس وقت ہم کو بحث نہیں ہے۔ ہم صورت جسم میں بحث کر رہے ہیں وہ اب کمال ترقی پر پہنچ چکی ہے مستقبل میں انسان دس آنکھ والا۔ سوزبان والا دوسرا والا، جو کچھ بھی ہو گا دسے ہم کو تو موجودہ انسان سے بحث ہو اور اس کے منازل ترقی سے بحث ہو جو اب ختم ہو چکا ہے عقلی ترقی سے انسانی شکل و صورت میں کوئی فرق نہیں ہو سکتا۔ یورپ کا فلاسفر اسی طرح سے انسان ہے جیسے افریقہ کا وحشی انسان ہے لہذا یہ کہنا کہ قانون ارتقا کبھی ختم نہیں ہوتا، غلط ہے۔ موجودات عالم کی سیکڑوں مثالوں سے ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ قانون ارتقا کمال کو پہنچ چکا۔ وہ بند ہوا اور انسان مادے کی انتہائی شکل ہے اس کا ارتقا بھی ختم ہوا۔ یہی وہ آخری بات ہے جس سے ہماری تمام آنے والی بحثوں کا تعلق ہے۔

انسانی علم کا تعلق صرف اشیاء کے متعلق ہی نہیں!

مادی علوم میں انسان مادے کی حقیقت نہیں بتا سکتا اس کا بلند علم صرف اتنا ہے کہ چند وصف شے کے گنو آدے اور اس کے علم کی صحت کا معیار یہ ہے کہ ایسے صفات اور تعلقات تک پہنچ جائے جو واقعی مادی کے اندر موجود ہیں اور غلطی یہ ہے کہ ایسے تعلقات اور اوصاف کا تعین کرے جو اُس شے میں نہیں ہیں۔ مثلاً ہم کسچین کتنا ہی تحلیل و تجزیہ کریں اُس کی حقیقت سے نا آشنا ہی رہیں گے۔ صرف اُس کے چند وصف بیان کر سکیں گے مثلاً یہ کہ وہ بیضا اور اُس کے اندر کوئی دوسرا جز نہیں ہے۔ انسان و حیوان و نباتات کی زندگی کا اُس پر انحصار ہے۔ پس اگر ہم نے اُس کے وہی اوصاف بیان کئے جو واقعی ہیں تو ہمارا علم اُس کی بات صحیح ہے اور اگر اس کے خلاف کوئی اور یقین ہو گیا۔ تو ہمارا علم غلط ہے۔ بہریت پسند

سلسلہ اپنی کتاب "فرسٹ پرنسپلز" باب ۴۴ خلاصہ مع ۲۷ مسئلہ میں لکھتے ہیں :-
 سائنس کی جتنی بھی ترقی ہوگی اُس سے صرف اندرونی اور بیرونی تعلقات کی تکمیل ہوگی
 مثلاً ایک چڑیا کسی نباتی شے کی خاص خوشبو سے اُسے کھانے لگتی ہے اُس وقت اُس کے
 اندرونی خوشبو کا ایک خاص تصور حرکت پیدا کرتا ہے یعنی خوشبو جو بیرونی چیز ہے اس
 سے چڑیا کے دل میں ایک تصور پیدا ہوتا ہے اور جیسا کہ خوشبو کا درخت سے تعلق ہو۔ ویسا
 ہی اس تصور کو کھانے سے تعلق ہے اسی طرح چڑیا کے قد و قامت، رنگٹ ہنگ اور قریب
 بعد کی نسبت کو دیکھ کر چڑیا کے دل پر ایک اثر ہوتا ہے اس کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ اس کے کھانے
 کو دوڑتی ہے اور اسی طرح سے باز چڑیا کو دیکھ کر چڑیا کی اندرونی حرکات سے زائد پچھیدہ
 اعصابی اور جسمانی حرکات کے ساتھ چڑیا پر جھپٹتا ہے اور ان سب کے اوپر شکاری ہے۔ جو
 باز کی شکل اور اُس کے قریب جو ار کے علاوہ معدنیات کے اثر اور مختلف کام کرنے والے
 قوانین قدرست کے اوضاع و اطوار سے متاثر ہو کر بندوبست بناتا ہے اور بارود بھر کر اس کے
 اثر کا قانون دریافت کر کے باز کو مارنا چاہتا ہے۔ پس چونکہ زندگی اپنے تمام مظاہر میں
 بشمول قوت عقلیہ انتہائی درجہ تک اندرونی و بیرونی تعلقات کی ایک مسلسل مطابقت
 اور درستی کا نام ہے اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے علم کو محض تعلقات سے تعلق ہو
 اس کی نہایت سادہ شکل یہ ہو کہ اندرونی حالت اور بیرونی وسائل کا کسی قدر علم ہو جیسے
 چڑیا کو خوشبو دار کھانے کے تعلق کا علم ہے اور اس سے اعلیٰ شناخت ذرا اور پیچیدہ اندرونی
 بیرونی تعلقات کو معین کر لینا ہے۔ جیسے انسان نے باز، لوم، بارود کو دیکھ کر جانور
 مائے کا طریقہ معلوم کر لیا۔ عقل و ذہانت کی یہ کارروائی کیسی اعلیٰ ہو صرف تعلقات
 معلوم کرنے تک محدود ہے اور وسائل کو صرف اتنا جانتا ہے کہ کون چیز کس کے ساتھ
 ہوتی ہے (مثلاً خوشبو کے ساتھ نباتی شے) یا کس چیز کے بعد کونسی چیز آتی ہے (مثلاً
 بندوبست چلانے کے بعد جانور کا مرنا) صداقت اسی کا نام ہے کہ ہم تعلق کو میکا علوم

کر لیں اور غلطی یہ ہے کہ تعلق کو ٹھیک معلوم نہ کر سکیں۔ فکر عقل سمجھ تعلق کے دریافت کرنے کا نام ہے اس لئے قوت، فکر و سمجھ، وغض تعلق سے آگے نہ بڑھے گی۔ اسلام میں صرف اسی کی سخت تاکید ہے کہ تعلق معلوم کر لو اور اس کے معلوم کرنے میں پہلا کاری بے پیمائی نہ برتو: افلا یتدبرون کیا تم غور نہ کرو گے: افلا تعقلون کیا تم نہ سمجھو گے۔ افلا یتفکرون کیا تم فکر نہ کرو گے۔ غافل انسان کو تعلق معلوم کرنے پر متوجہ کیا گیا ہے اور تعلقات نہ معلوم کرنے والوں کو مجرم قرار دیا ہے۔ اسی لئے حقیقت روح کی معلوم کرنے والوں کو قرآن مجید نے ساف جواب دیدیا تم مادے کی حقیقت کب جانتے ہو جو روح کی حقیقت پوچھ رہے ہو: قل الروح من امر ربی: (سورہ بنی اسرائیل) روح تو خدا کا حکم ہے قرآن مجید کو دیکھ لو۔ اشیاء و موجودات کے تعلقات و صناعات کو بتا رہے کہیں بھی کسی شے کی حقیقت نہیں بتائی۔ بہشت، دوزخ، زمین و آسمان، تارے، سب کا ذکر ہے حقیقت کا علم انسانی قوت و علم و ذہانت سے بالاتر ہے۔ اس لئے اس کا کوئی علم نہیں دیا گیا۔ وما اوتینکم من العلم الا قلیلاً (سورہ بنی اسرائیل)



مذہب خالق و مخلوق کا تعلق بتا دے

مذہب خالق کی حقیقت نہیں بتاتا صرف خالق و مخلوق کے تعلقات کو بتاتا ہے اور مادی اشیاء کی حقیقت اسرار غیر منکشف ہیں اس بنا پر نہ وجود مادیات سے انکار کیا جاتا ہو نہ ان میں تصرفات و استعمالات کو دنیا کی کوئی فرد ترک کر دیتی ہے اس لئے کہ وہ مجہول الحقیقت میں لیکن قیامت ہو جاتی ہے اگر ایک لامحدود محیط کل واجب الوجود ذات کا نام آجائے اور حقیقت اس ذات کی نہ معلوم ہونے کی بنا پر اس کے وجود و معنی کے اقرار کو غیر ضروری سمجھ لیتے ہیں اور اس لئے جان بوجھ کر خالق و مخلوق کے تعلقات کو سرسبز سے نظر انداز

کر دیتے ہیں۔

حبلہ مذہب کا صرف یہی کام ہے کہ خالق و مخلوق کے باہمی تعلق سے گفتگو کرے اور کسی نہ کسی طرح سے اُن کو واضح کرے۔ ایک کہتا ہے کہ خالق و مخلوق کا تعلق یہ ہے کہ ایک ہی ہستی مختلف مظاہر یعنی اشیاء میں جلوہ گر ہے۔ دوسرا کہتا ہے کوئی ہستی ہے جس نے دنیا کو نیت سے بہت کیا۔ تیسرا کہتا ہے مادہ جو موجود تھا۔ پہلے کسی نے اُس کو مختلف شکلیں دیں۔ چوتھا کہتا ہے جب تک خدا خاص شکل میں محسوس نہ ہو کوئی انسان اُس تک نہیں پہنچ سکتا۔ پانچواں کہتا ہے جب تک خدا تمام موجودات عموماً و مقولہ (یعنی حواس و عقل) سے جدا و علیحدہ نہ دیکھو گے۔ اُس وقت تک خدا تک نہیں پہنچ سکتے۔ یہ سب تعلقات ہیں۔ حقیقت کا اظہار ایک نے بھی نہیں کیا ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ صرف ان تعلقات کی جانچ کریں کہ کون مذہب صحیح تعلقات خالق و مخلوق کے بین قائم کر سکا اور کون عاجز رہا۔ متفاد خیالات صحیح نہیں ہو سکتے کہنا ہو گا کہ ان میں کب ایک ہی صحیح تعلقات کی ترجمانی کرتا ہے یا یہ کہنا ہو گا کہ ان میں کب ایک بھی صحیح ترجمانی نہیں کرتا۔ جو بھی صحیح تعلقات کی ترجمانی کرتا ہے۔ بیشک وہ ترقی کی منزلوں کے کمال تک پہنچ کر مذہبی ترقی کی منزل ختم کر چکا اور خاتم الاولیاء اور آخری مذہب اور غیر متبدل مذہب اور لازم الملک مذہب کہے جانے کا مستحق ہو گا اس لئے کہ اتنا مادہ کامل ترقی کی توشان ہی یہ ہے کہ جس کے بعد ترقی ناممکن ہو۔ اسی کا دعویٰ اسلام کر رہا ہے۔ اپنے کو خاتم الاولیاء اور آخری اور غیر متبدل مذہب ہونے کا مدعی ہے۔ ولن حجت لسنۃ اللہ بتدیلاً (سورہ فسطح) قانون مذہبی غیر متبدل ہے۔ اُس میں کمی نیافتی کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم (سورہ مائدہ) کج کے دن نہادین کامل ہو گیا۔ زمانے بدلیں۔ انسانی ضروریات بدلیں تو میں بدلیں، محل بدلیں۔ دین الہی میں کمی، زیادتی محال ہے۔ اس لئے کہ اُس کی حد بندی خدا نے کر دی اور اُس سے ارتقائی مسائل کو ختم کر دیا

کسی کی جدتیں، کاوشیں، اصول عقلیہ کے خلاف خدائی قوت سے سرکلزنا ہے دس لیکن اگر تمام مذہبی تعلقات کو خالق و مخلوق کے جو مذکور ہوئے غلط مان لیا جاوے تو بیشک کہنا ہوگا کہ آئندہ ترقی ممکن ہی نہیں بلکہ ضروری ہے اس لئے کہ مذہبی ارتقا کامل نہیں ہوا۔ پھر سوال ہوتا ہے موجودہ زمانے میں جو ارتقائی منزل ہے اور جس پر فی زمانہ ارتقا رک کیا گیا ہے وہ کیسا ہے اور اُس سے بہت تغلیات تعلقات کے کیا ہیں جس طرح ہم کو آئندہ مادی ارتقا میں نئی دنیا کا انتظار کرنا ہوا اور بحث مادیات میں منحصر موجودہ دنیا میں ہو گئی ہے اُسی طرح سے موجودہ مذہب کی ارتقائی شکل پر عقلا سب کو ٹھہرنا ہوگا اور نئے والے زمانے کی نئی دنیا کو اُن دنیا والوں پر چھوڑنا ہوگا۔ ہم جس دنیا میں نہیں ہیں اُن سے بحث کا کام اس دنیا والوں کا نہیں ہے۔ ختم کو تو صرف اس وقت یہ جاننا ہے کہ موجودہ نظریہ خالق و مخلوق کے تعلقات کو جس قدر بھی بیان ہوئے اُن میں سے کونسا نظریہ ارتقائی منزلیں طے کر کے کامل ہو سکتا ہے یعنی کس نظریے میں صداقت ہو اور جس میں سب سے زیادہ صداقت ہوگی۔ اُسی پر سب کو عمل کرنا ہوگا اس لئے جب تک عقل کو معلوم قوانین دریافت کرنے کی استعداد پیدا نہیں ہوتی عقل کا فرض ہے کہ موجودہ معلومات میں جو سب سے برتر ہو اُس پر عمل کرے اور اُس سے پہلے کی معلومات جن کی غلطی ثابت ہو چکی ہے اُن کو ترک کرے یہی دنیا والوں کا صحیح طرز عمل ہے۔ اس کو قرآن مجید نے مختلف الفاظ میں کہا ہے کہ تقلید آباء کی اور پچھلوں کے غلط رویہ کی غلطی معلوم ہو جانے کے بعد اسی کا رہنما رہنا سر اسر غلطی و مصلحت خیزی ہے منازل ارتقائی کو چھوڑ کر بہت سی میں پڑے رہنا یہ نہ بھلائی ہے نہ کوئی عقلی خوبی ہے یہ قالوا انا وجدنا آباءنا علی امتہ وانا علی آثارہم مقتدون (سورہ زحرف) سابق کے جہاں کسی دلیل و برہان کو نہ سنتے ہوئے صرف باپ دادا کے رویہ کو اپنا راہنما بنائے ہوئے تھے غرض ہم دین کامل پر پہنچیں یا بحالت موجودہ سب سے بہتر مذہب پر عامل ہوں۔ دونوں حالتوں میں عقلی نتیجہ ایک ہی ہوگا یعنی ہر قدر ہر قدر دھڑے بیٹھے رہنا اور بہترین مذہب کو آئندہ کی اُمید پر

چھوڑے رکھنا ویسی ہی غلطی ہو گئی۔ جیسے مسافت طے کرنے کے لئے اونٹ کی سواری پر سفر نہ کرنا اور ریل و جہاز و ہوائی سفر کرنے کی مشینوں کا انتظار کرنا۔ حال یہ کہ اگر اردینا، استقبال کی امید پر ہم تو عقل کی صفت میں اس کی کوئی مثال نہیں پاتے اور قوموں نے انتظار میں وقت کاٹنا و اہل انتہائی قومی اجتماعی ملکی نقصانات دیکھے ہیں۔ جس سے تباہی، بربادی، ہلاکت کے سوا کچھ ملتا نہیں آیا۔ اور عقلا مدبرین نے ایسے لوگوں کے حق میں کھلے فتوے دیے ہیں کہ ہر گز اس نے وقت ضائع کیا۔ وقت کی قدر نہ کی۔ بے تدبیری، سستی و کاہلی کی غرض کہ تلوار کے الزام اٹھائے اسی کو جناب امیر نے ایک دہریہ سے فرمایا تھا جب اس نے وجود خدا پر دلیں مانگی یہ میرے اقرار و تیرے انکار پر اگر خدا نہیں ہے تو نہ میرا ضرر نہ تیرا ضرر ہے لیکن اگر خدا ہے تو میرا اقرار مجھ کو فائدہ دے گا اور تیرے انکار پر تیرا ضرر ہو گا تو خود فیصلہ کر۔ نفع اقرار میں ہے یا انکار میں ؟

غرض کہ مذہب کے ارتقا کا یہ معیار ہے کہ جو خالق و مخلوق، عبد و معبود کے تعلقات کو ارتقائی شکل میں پیش کرے اور جب مذہب کی ارتقائی شکل سامنے آجائے تو مجبور کہنا ہو گا کہ یہی

خاتم المذہب خاتم الاولیاء اور مکمل مذہب ہو۔

مذہب کا ارتقا

سب ابتدائی مذاہب جو دنیا میں پائے جاتے ہیں ان میں بالکل محسوس ہے اور معین چیز کو اور اکثر اوقات ایسی کئی کئی چیزوں کو معبود مانا گیا ہے اور اس طرح سے خدا کو محسوس، محدود، مقید، ناقص، فانی اور متغیر سمجھا گیا ہے اور چونکہ یہ سب ٹھیکس ابتدائی انسان کے تخیلات تھے اس لئے جس قدر اس کے مابعد مذاہب میں جو ٹھیکس پیدا ہوئیں اور ان سب شکلوں کو ماننا پڑ گیا کہ وہ پہلے سے ترقی یافتہ اور صداقت سے قریب تر ہیں اس لئے کہ مابعد والے مذاہب میں خدا کی محدودیت اور ناقص میں زیادتی نہیں کی گئی ہے بلکہ درجہ بدرجہ اس کو غیر محدود،

محیط کس، کامل بالذات، غیر محسوس، غیر فانی، و دائم غیر متغیر، قدیم مانا گیا ہے۔ بیشک ابتدائی تخلیقات خدا کے پاسے میں غیر ترقی یافتہ اور بعد اے ترقی یافتہ کہے جائیں گے اور کوئی عقل تجویز نہ کرے گی کہ مذہب ارتقائی کو چھوڑ کر مذہب ابتدائی کو اختیار کیا جاوے۔ ہر چند اس مذہب کی لاکھوں سال کی عمر ہو۔ اس لئے کہ ابتدائی انسان کے واسطے سب سے پہلے اس کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا کہ وہ محسوسات کی طرف جھک پڑے اور ادیان ہی میں خدا کو ڈھونڈ لے لے۔ لہذا ایسے مذاہب کو الہام خداوندی سے دور کا بھی لگاؤ نہیں ہے۔ تصورات و تخیلات کی ترقی اس طرح پہنچی ہوئی کہ درخت پھر سے زائد ترقی یافتہ نمونہ محسوسات میں ہے۔ ترقی پسندوں نے درخت کی پوجا کی اور آگ پانی محسوسات میں بہتر اور درخت سے زائد ترقی یافتہ تھے۔ لہذا آگ پانی کی پوجا شروع ہوئی۔ سوج اور ستارے تمام محسوسات میں ترقی یافتہ سمجھے گئے۔ انسانی ذہانت نے بہت ترین ایشا کو چھوڑ کر تارہ پرستی شروع کر دی۔ درجہ بدرجہ اس طرح سے اعتقاد انسانی میں ترقی پسند طبع نے مجبور کے تخیل میں ترقی کی۔ لیکن سرسری نظر دوڑانے سے ابتدائی منزل سے اس ترقی یافتہ منزل تک پہنچ جانے کے بعد جو شے مشترک رہی۔ وہی محسوسیت، محدودیت، نقصان، تغیر، فنا، زوال تھا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانے میں ان کی ارتقائی منزل ستارہ پرستی تھی اور سب اپنی نظر میں مجبور و موقوف کے پاسے میں ارتقائی شے کو اختیار کئے ہوئے تھے لیکن فی نفسہ وہ بھی ارتقائی منزل مذہب کی نہ تھی بلکہ بہت اہم بہت بڑی تھی۔ البتہ تخیل انسانی میں اتنا ارتقاء و معقولیت پیدا ہو گیا تھا کہ اس کی جڑ تو بلند پیداوار کو مجبور بنایا جا رہا تھا۔ اس لئے خدا کے خلیل نے اس پرستی کو اس طرح سے آشکار کیا کہ فلما جن علیہ اللیل راء کوکبا قال هذا رجب فلما اقل قال لا احب الا نلین فلما را القمر باز قال هذا رجب فلما اقل قال لئن عید فی رجب لا کون من القوم الضالین فلما را الشمس باز عت قال هذا رجب هذا اکبر فلما اقلت قال یا قوم انی برحمتی مہم اکثر کون (سورہ انعام)

شب ہوتے ہی آسمان پر تارے چمک گئے۔ خدا کے خلیل نے ایک چمکدار ستارہ دیکھ کر تارہ پرستوں سے فرمایا۔ بس یہی میرا خدا ہے جب غروب کر گیا فرمایا میں غروب کر جانے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر چمکتا چاند دیکھا فرمایا میرا ہی رب ہے جب غروب ہوا فرمایا اگر خدا میری ہدایت نہ کرتا تو میں گمراہ قوم میں سے ہو جانا۔ دن بکھٹنے پر نہایت روشن و چمکدار سورج نظر پڑا۔ فرمایا اے ہی خدا جو سکتا ہے اور سب سے بڑھتا ہے لیکن غروب کا مرض اُس میں بھی تھا خلیل نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا اے قوم میں تمہارے شرک سے بُری ہوں اس لئے کہ طلوع و غروب حدوث و فنا، تغیر و زوال جس چیز میں بھی ہو۔ ادنیٰ موجودات سے ہو یا اعلیٰ موجودات سے، سب نقص میں برابر ہیں۔ دیکھو ایک تارے سے ابتدا کر کے ارتقائی مثالوں کو پیش فرما کر نقص علی و لونی کا بتا دیا اور اس ادنیٰ تخلیق کے خلیل اللہ نے مذہب کی ارتقائی صوت پیش فرمائی۔ اِنِّیْ وَحِیْتُ وَحِیُّ لِلذِّیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ خَیْفًا وَ مَا اَنَا مِنَ الْمَشْرِکِیْنَ (سورۃ انفصام) میرا رخ تو اُس خدا کی طرف ہے اور میں اب خدا کا ہوتا ہوں جو آسمانوں و زمینوں کا خالق ہے اور میں تو یکے خواہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بَلَد تَقْلَیْ شکل پیش کی گئی کہ خدا تو وہی ہے جو دنیا سے بُرے اور تمام اذیت سے بالاتر اور تمام اشیاء کا خالق اور ہر نقص سے بری اور منزہ ہے اور عقل و قیاس سے برتر ہے اب دیکھو آغاز کشفات محسوسیت و محدودیت سے شروع ہوا اور انتہا و ارتقا اُس درجہ کامل پر ہوا کہ تمام ادنیٰ و اعلیٰ مادہ و ادیان کے بعد ہے اب اس ارتقائی منزل پر پہنچنے والے کے سامنے ابتدائی اور پست تخلیق کی گنجائش نہ رہی۔ یورپ کا مشہور مؤرخ و محقق ہ میکس میلولر کہتا ہے کہ انسان نے ابتدا محسوس اشیاء کی پرستش سے کی۔ پھر نیم محسوس کی پھر غیر محسوس خدا کی، لیکن اس تیسری درجہ تک سب لوگ نہیں پہنچتے بلکہ اکثر ایسے ہیں جو ابتدائی دو درجوں میں پھنس کر رہ گئے۔

خدا کے متعلق اعتقاد کا ارتقا

انتہائی سہل ترین عقائد خدا کی نسبت جس قدر بھی وقتاً فوقتاً ظہور میں آئے مَن کے موجدین اور مخترعین کا اُس وقت بھی ہرگز یہ خیال نہ تھا کہ وہ خدا کو سہل ترین منزل میں دیکھتے۔ مَن کا بھی یہی منشا تھا کہ وہ خدا کو سب سے بڑی اور بزرگ مہستی قرار دیں۔ اُن کے تخیل کی پرواز اور ذہنیت کی رسائی کا بلند ترین معیار اُس وقت بھی تھا اس سے زائد بلند ہونے کی استعداد و قابلیت اُن میں نہ تھی۔ ہم ان کو بدینیت نہیں کہہ سکتے۔ مگر حقیقت حال یہ ہے کہ وہ تمام تخیلات سہل ترین و بدترین موجودہ عقلی ترقی کے دور میں سمجھے جانے کے مستحق ہیں۔ ہر کس کو افسوس کہ کیا تو اُس دور میں ذہنی ترقی کے کہنا پڑتا ہے کہ کہنے کو تو اب مذاہبِ مسلمہ کے عقائد ظہور میں آئے ہیں اور یہ جملہ محض زبانِ بھڑکائی ہیں۔ خود غور کر دیتے ہیں۔ خود غور کرنے کی بات ہے کہ یہ چیزیں خدا کی حقیقت کا بیان ہیں یا اُس کے کمال کا موجب ہیں۔ اسی طرح سے صفاتِ الہی کی مخلوقات سے بڑی کے بھی قایل ہیں۔ لیکن اعتقادِ مخلوق کے صفات سے منصف کرنے سے اُن کو کوئی بھجکائی نہیں ہے۔ اُس کی قدرت اور خلائی کوانی قدرت کا ہم پائیہ قرار دیکر ماننے کا محتاج مان لیتے ہیں۔ فطرت کے خلاف کرنے پر خدا کو قادر نہیں سمجھتے۔ جس کو خود خدا نے بنایا ہے مرنے کے بعد دوبارہ خدا کے قائل ہوتے ہیں۔ خدا کو خالقِ خیر و شر اور جبر کے قائل ہوتے ہیں۔ ایسے عقائد کھلم کھلا مذہب کی ترقی کی حیثیت سے نہایت سہل اور اپنی انتہائی منزل میں نہان کو پہنچانے دیتے ہیں۔ جہاں سے وہ چلا تھا پھر وہیں پلٹ رہا ہے۔ حالانکہ خدا کے منطقی ترقی شدہ اعتقاد تو یہی ہے جس کو قرآن مجید بتا رہا ہے۔ انکس اُس کو نہیں دیکھ سکتیں

لا تدر له الا بصا (سورہ انعام) لوگ اُس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے لاجبیطون
 بہ علما (سورہ طہ) تمام اشیاء سے وہ بالاتر ہے کسی چیز سے اس کی مثال نہیں دیجا سکتی۔
 لیس کہ مثلہ شئی (سورہ شورہ) وہ ہر شے سے بے نیاز ہے اللہ الصمد (سورہ
 اخلاص) ذات و صفات میں یکتا ہو کر لا بشریک لہ (سورہ انعام) تنہا لائق عبادت ہے اُس کے
 سوا کوئی معبود نہیں ہو ان اعبدوا اللہ ولا بشریک بہ احد (سورہ)
 ہر چیز کا خالق ہے خالق علی شئی (سورہ انعام) وہ ہر شے پر قادر ہے ان اللہ علی شئی قدير (سورہ
 ال عمران) اُس کا علم محیط کائنات ہو و مدح رجب کل شئی علما (سورہ انعام) وہ بندوں
 پر ہرگز ظلم نہیں کرتا و ما انا بظلام للعبيد (سورہ ق) جب خدا کو اس طرح سے مانا گیا اُس
 وقت وہ ترقی معرفت کی جوتی سے شروع ہوئی تھی ختم ہوئی اور یہی انتہائی ترقی و کمال ہے
 معرفت کا جس کا مافوق ناممکن ہے اور ارتقا ختم ہو جاتا ہے اُس تفصیلی درجہ کا ملکہ کا پھر موصوف
 اس بات پر ہے کہ ہم اس کی ذات و صفات کی حد تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے کہ ذات
 کی کُنہ و حقیقت پر جب انسان کی رسائی نہیں ہے تو خدا مادہ سے بالاتر اور خالق مادہ ہو
 اس کی حقیقت اور کُنہ تک رسائی کب ممکن ہے اسی لئے رسول خدا فرماتے ہیں ماعرفناک
 حق معرفتک خداوند اتیراجع معرفت ہے اُس معرفت کو میں بھی حاصل نہ کر سکا رسولی ارشاد
 کے اجمال کو جناب امیر علیہ السلام نے اس طرح سے واضح فرمایا کمال الاخلاص نفی الصفت
 عنه لستحاجة عل صفة انھا غیر موصوف و مشھادات کل موصوف
 انه غیر الصفتہ رنج البلاغہ بارگاہ الہی میں کمال اخلاص کی شان یہ ہے کہ اُس کے
 جملہ صفات کی نفی کر دی جاوے اس لئے کہ صفات ہمینہ غیر موصوف سے ہوتے ہیں جس
 پر خود صفات گواہ ہیں کہ وہ عین ذات موصوف کے نہیں ہوتے بلکہ ذات پر ہوتے
 ہیں اسی طرح ہر موصوف کسی صفت سے منصف ہو۔ وہ گواہ ہے کہ موصوف اور چیز سے اور
 صفت اُس کی غیر ہے موصوف جو ہر ہے صفات عرض ہیں جو ذات سے جدا ہوں۔ خدا کی

نسبت الیہ ارتقا و تدریج نہیں ہے اس میں صفات کا شرک ہوگا اور خلافت توحید اور نیز محل حوادث ہو جائیگا۔ لہذا ذات اپنے صفات سے شناخت ہوتی ہے اور جس ذات سے صفات کی نفی موجود شناخت نہیں ہو سکتی اسی کو رسول خدا و علی مرتضیٰ نے واضح فرمایا ہے لیکن قرآن مجید و احادیث اور دعائیں بکثرت صفات الہیہ کا ذکر کرتی ہیں وہ حقیقتاً خدا کے صفات نہیں کہے جاسکتے۔ واللہ بالآخر از صفات ہے حقیقت میں وہ سب اسمائے الہی ہیں جس کو اللہ کہا گیا ہے اور اُس کو خود قرآن مجید نے بنایا ہے خیرہا لسماء کلہا للہ جلنے پر تین نام ہو سکتے ہیں۔ وہ سب خدا کے نام ہیں۔ لہذا خدا سے صفات کا لگاؤ غیر خدا کو اُس کی ذات پاک میں شریک کر دیتا ہے جو خلافت کمال توحید ہے جو ذات صفتوں سے جدا ہو۔ وہ کب پہچانی جاسکتی ہے۔ اس لئے اُس کی حقیقت کا علم ندر ہے میرحق معرفت کیونکر ادا ہو۔ اگر : سوامی شکر اچار یہ : مشہور ویدانتی کا مذہب "نیتی نیتی : رجواہوں نے دیدوں کے انپشدوں سے استخراج کر کے کہا ہے یعنی خدا نہ ہے نہ وہ ہے تمام نقایص سے پاک ہونے کے علاوہ تمام صفات کمالیہ کے بھی مافوق ہے۔ اگر اس اعتقاد کا وہی مطلب ہو جو جناب امیر کا ارشاد ہو تو بیشک انتہائی قدر و عزت کے قابل ہے اور سوامی جی کی کمال معرفت الہی کی دلیل ہے۔

یہ کہنا کہ کسی چیز کا خیال اور اُس کے صفات کا جدا جدا خیال تو ذہن میں آتا ہے اور اس طرح ذات کے مرتبہ کو تمام صفات سے خالی تصور کئے جاسکتے ہیں مگر یہ صرف ذہنی عمل ہوگا ورنہ خارج میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں ہو سکتی جو کوئی صفت نہ رکھتی ہو۔ کیونکہ اُس کو موجود مان کر کم از کم وجود کی صفت ضرور لاحق کرنی پڑتی ہے و

یہ خیال چیزوں کے متعلق تو صحیح ہوگا لیکن جو چیز ہی نہ ہو وہ لیس کہ مثلہ شئی : اس پر یہ مغولہ کیونکر صادق آویگا وہ تو اشیاء سے بالاتر ہے بلکہ موجودات کے واسطے ذہنی عمل کہو یا اُس کے واسطے وجود خارجی کے قابل ہو۔ لیکن خدا کا وجود مافوق وجود کائنات و ممکنات ہو۔ اور کسی چیز میں ہم مثل و مشابہ مخلوق سے نہیں ہے۔ قرآن مجید و غیرہ میں جو صفات الہی مذکور

ہیں محض اسی غرض سے ہیں تاکہ درجہ کمال اخلاص سے سہست ترین انسانوں کو خالق و مخلوق کے تعلقات کو قائم رکھا جائے اور عبادات و اذکار الہی ترک نہ کر دے جاویں اور عیب اور خطیہ انبیاء کے بیان کردہ صفات کمالیہ محدود و قابل شمار ہیں لامحدود ذات کے صفات کو بھی لامحدود کہنے کے واسطے خود قرآن مجید نے بتا دیا ہے کہ جس قدر پاکیزہ نام ہیں سب خدا کے لئے ہیں۔
 رد اللہ الاسماء المحسنی ۷ اعراف یعنی تم خدا کو پاکیزہ ناموں سے پکار سکتے ہو لیکن در حقیقت وہ تمام پاکیزگیوں سے بھی بلند و برتر ہے۔ خدا کے متعلق اعتقاد و تصور جب اس ترقی کی انتہائی منزل پر پہنچ جاوے تو ختم ہی ہو جاتا ہے جس کا صاف نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ مذہب اور اس کی کتاب اور احکام اور نبوت اور وحیل سب منزل کمال و ارتقا پر پہنچ کر ختم ہو چکیں اب کوئی مذہب آنے والا ہے نہ اس کی کتاب آوے گی نہ نئے احکام آسکتے ہیں۔ نہ کوئی وحی آسکتی ہے نہ نئی نبوتیں اور راستیں، سب دروازے بند ہو چکے اس لئے کہ عام قانون ارتقا یہی ہے اور قرآن مجید نے الیوم اکملت لکم دینکم کہم دین کے ارتقا کے کمال کو بتا دیا ہے۔



نبوت و وحی و کتاب خدا

نبوت کیا ہے وہ خدا کی پینامبری ہے۔ وحی کی بموجب اور کتاب خدا کا مجموعہ اُن وحیل کا ہونا ہے۔ منزلت خدا جب ہر مخلوق سے بالاتر ہے اور نبی بھی خدا کی مخلوق ہے لہذا خدا کا اقرار لینا حلول کرنا، بیٹا بیٹی پیدا کرنا، سب خدا کی تحقیر اس کی حد بندی، اُس کا تجزیہ اور تنقیص ہے خداوند کریم نے نبی و رسول کے مطلق صاف فرمایا ہے اے نبی کہہ دے کہ میں بھی تمہیں سا بشر ہوں مگر یہ کہ مجھ کو وحی ہوتی ہے قل انا بشر مثلكم لولم یوحی الی (مجموعہ) وحی کیا ہے خدائی پیغام ہے غلیظوں کی اصلاح اور انسانی کمزوریوں اور ذہنی و اخلاقی ترقی کے لئے اس مقام پر چند باتوں کی مختصرت

(۱) سیات ملک لینے کے بعد کہ وحی انسان کی نغرشوں اور ذہنی و اخلاقی ترقیوں کے لئے خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ ماننا ہوگا کہ جس بشر کو وحی ہو رہی ہے وہ کامل بشر ہے اور سطح انسانیت کو بلند اور کامل ارتقا کو ذہنی کا مالک ہو اس لئے کہ خدائی پیغام کی استعداد و صلاحیت درجہ کامل میں نہ ہو۔ تو عام انسانوں اور علمائے وحی میں کیا فرق و امتیاز ہوگا پھر خدائی پیغام و حیاں انسانی کمزوریوں کو دور کرتے ہوئے ہر خطا و نغرش بیل ہوک سے محفوظ رکھیں گی۔ اسی کو اصطلاح منکلیت میں عصمت کہا ہے اور عام انسانوں سے ترقی یافتہ فرد اور انسان کامل اور فضل اشرف بنی نوع کہے جانے کے سوا نبی و رسول کے متعلق اور کوئی امتداد صحیح نہیں ہو سکتا یعنی وہ نہ خدائی اوتار ہو سکتا ہے نہ اس کا بیٹا کہا جاسکتا ہے اس لئے کہ اس میں خدائی منفعت ہے نہ وہ عام انسانوں کے مانند ہو سکتا ہے۔

(۲) خدائی پیغام کی نوعیت، اس کی مضبوطی، اس کے جملہ پیغام و احکام میں استحکام و اتقان اور دروزت اور امتیازی شان جھوٹی اور سچی وحیوں میں از خود معیاری اور امتیازی ہوگی نہ نہیں اور بے غرض انسان صحیح تدبیر و تفکر سے سمجھ لے گا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے یا من گڑھت ہے۔

ایک ایک کر کے ان وحیوں کو جانچ لو خود معلوم ہو جائیگا کون جھوٹی اور سچی ہیں۔
(۳) جھوٹے اور سچے نبیوں کی شناخت بھی ان کی عصمت، ان کے تعلیمات کی پختگی سے کران ہے۔ ہزاروں جھوٹے نبی گزے لیکن ان کے تعلیمات کی کمزوری، ان کے اخلاق و کیرکٹر نے صاف بتا دیا کہ یہ سچے نبی تھے نہ ان کی تعلیم خدائی تعلیم ہے نہ ان تعلیمات کا مجموعہ خدائی کتاب ہے۔ اس لئے کہ ان میں کوئی عام سطح سے ارتقائی شان نہ تھی۔

(۴) جب نبی کو عام انسانی ذہنیت سے ارتقائی فرد مان لیا جاوے اور یہی تسلیم کر لیا جاوے کہ ان کی وحیاں اور ان وحیوں کا مجموعہ حد کمال پر پہنچ چکا اور کامل ارتقا ہو لیا تو اتنا بڑے بڑے کہ نبوت بھی ختم ہو گئی اور وحی بھی ختم ہوئی اور ان وحیوں کا مجموعہ یعنی کتاب الہی بھی آخری کتاب ہے اس لئے کہ قانون ارتقا تو ختم ہونے والی شے ہے جس کے بعد کچھ بھی آویگا وہ حدود و

ارتقاء سے خابج اور لغو اور مہمل و فضول و عبث ہوگا۔

ان کے لئے جہاں تک خدا کو پہچاننا ممکن تھا اس حد تک پہچان یا تواب قانون ارتقاء کی گنجائش نہ رہی اسی طرح انسان سداور تکمیل انسانیت کے لئے جتنے اعمال و کردار کی ضرورت تھی۔ وہ سب معلوم ہو چکے تو وحی اور مکتب کا سلسلہ ختم ہو جاوے گا۔

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ قانون ارتقاء کے ختم ہونے کے پہلے اس ثبوت کی ضرورت ہے کہ اس کا انتہائی ہونا ثابت کیا جائے اور وہ صحیح و مختتم اور مکمل ہو۔ بیشک اگر مسئلہ توحید خدا کا واقعی اور صحیح تخیل ہے تو جس شخص نے سب سے پہلے اس مسئلہ کی تعلیم دی۔ وہی خاتم الانبیاء ہوگا۔ اور بعد آنے والے اس کے خوشہ چین ہوں گے۔ اور اگر خدا کا انسان کی شکل میں آنے دیا حلول کرنے یا بیٹے کی شکل میں آنے کا مسئلہ خدا کے متعلق صحیح ہے۔ تو ایسی تعلیم دینے والا سب سے آخری نبی ہوگا یا اگر خدا کی نسبت واقعی یہ صحیح ہے کہ وہ بغیر مادہ و روح کے دنیا نہیں پیدا کر سکتا تو اس مسئلہ کا ظاہر کرنے والا خاتم الرسل ہوگا اسی طرح سے دنیا کے ہر مذہب کے متعلق کہا جاسکتا ہے اگر وہ واقعی صحیح تعلیم ہے تو پھر خدا کی طرف سے کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں ہے نہ وحی کی، نہ کتاب کی۔ لیکن تمام بیکار بحثوں کے بجائے ہم کو عقل کی وساطت سے یہ جستجو لازم ہے کہ مذکورہ صورتوں میں سے فی الواقع کون سی صورت خدا کے متعلق صحیح ہے اور جس کی صحت معلوم ہو جائے پس وہی ارتقائی حد ہے اور وہیں پر ضرورت نبی و وحی و کتاب ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد جب کہ مینا آسان ہے کہ اب وحی نہ آوے گی اور آئندہ کی امید رکھنا خیالی پلاؤ ہوگا۔ رہا یہ امر کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے حضرت آدم سے لیکر تا حضرت خاتم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گزرتے۔ اس قدر نبیوں کی ضرورت کیا ہوئی جبکہ جملہ دنیا معرفت الہی کی نسبت یکساں تعلیم سے رہے تھے۔ لہذا خاتم النبیین حضرت آدم ہی کو ہونا تھا اور بقید انبیاء ان کے خوشہ چین ہوں گے۔ بیشک ایسا ہی تھا۔ لیکن درحقیقت وہ چیزیں ہیں۔ ایک معرفت الہی کا مکمل طور پر پیش ہونا وہ حضرت آدم کے ارتقاوں ہوئی۔ دوسری چیز باقی تھی یعنی ان کا تعلق خدا سے بتانا اور ان کی توضیح و تشریح

انسان کی تدریجی ذہنی ترقی کے ساتھ ساتھ مختلف نبیوں کی بعثت کی غرض بیان اور توضیح و تشریح ہے اُن تعلقات کے لئے جو خالق و مخلوق کے درمیان ہوتے ہیں ہر زمانے میں مناسبت سے ذہنی ترقی کے اب اس کی تکمیل جس اقصیٰ سے ہو جائے بیشک وہ ہی آخر الزماں ہے جتنے انبیاء آئے اور جتنی شریعتیں اور کتابیں اُتریں۔ اُن کی جامعیت کی ضرورت ہے انسان کی ضرورتوں اور اُس کے تعلقات کے متعلق خدا نے کس تعلیم میں مکمل کی ہے اور کس تسلیم کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ تعلیم فی ضروریات اور خالق و مخلوق کے درمیان تعلقات قائم کرنے میں ارتقائی انتہائی حد ہے بیشک اب وہی دین اور وہی نبی خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء کہلاوے گا۔ اور اُسی کی شریعت خاتم فرائع اور اُس کی کتاب ناسخ کتب اور آخری کتاب کہی جاوے گی۔ مسلمانوں کا یہی دعویٰ ہے کہ حضرت رسول کریم خاتم النبیین اُن کی کتاب قرآن مجید خاتم الکتاب اُن کی شریعت ناسخ شرائع اُن کی حیا آخری و حیان تھیں داب کوئی نبی آئیو والا ہے نہ کتاب نہ وحی، اس لئے کہ منزل ارتقا ختم ہو چکی لہذا ایک محقق و مفتش جو ایسے حق کو صرف اس امر کی جانچے لازم ہے کہ دین اسلام اور رسول عربی اور کتاب اسلام کو اسی معیار پر جانچو اور بے سود جھگڑوں کا خاتمہ کر دے

قانون ارتقا کے بعد قانون توارث کا کام

جد فرق اسلامی کا اس پر اتفاق ہے کہ بعد رسول کریم حافظان شریعت کا ہونا ناگزیر ہے عقلا اور اذرا دے عقیدت، اختلاف شیعہ اور اہل سنت میں صرف یہ ہے کہ بعد آنحضرت حافظان مذہب شریعت کون لوگ تھے یعنی خلیفہ دومی رسول کون تھا ہر دو فریق کے ایسی جدا جدا ہیں اور نیزہ سو سال کی غیر ختم بحث کو ہم نہیں چھیڑنا چاہتے محض ونوں فرقوں کے اس بابے میں مختصر اصول بیان کئے دیتے ہیں۔ ہر ایک محتاسبہ جو سبب چاہے اختیار کرے۔

پچھلے آئین سے ثابت ہوا جب قانون ارتقا ختم ہوجاے اُس کی جگہ قانون وراثت

لیتا ہے یعنی قانون ارتقا کی رو سے ملے کے ارتقائی نمونہ اور پیداوار انسان ہوا اور ارتقا پہلی
 فرد پر ختم ہو کر قانون وراثت شروع ہوا۔ اب انسان کا بچہ انسان پیدا ہونے لگا۔ اسی طرح سے
 معرفت الہی اور اُس کے تعلقات کا مخلوق سے جو ایک نئے قاعدہ قانون ارتقا کی رو سے قدرت کے
 براہ راست عمل کرنے سے کسی انسان سے منکشف ہو یعنی نبیوں پر وحی تو اسی طرح سے قانون
 وراثت سے نبی کے ذریعے یا اُس توارث کشفی کے ذریعہ پہنچی یہ درجہ اُس کے وحی کو ملیگا جہاں
 نہ سیاست کام آئیگی نہ اجتماع نہ شہرے، بلکہ خدا کی طرف سے مثل نبی جو اُس کا اہل ہو گا وہی توارث
 کشفی سے قائم مقام وجانشین نبی ہو گا جس کی اہمیت و قابلیت و استعداد و نبی کی قابلیت و
 استعداد کے معیار پر جانچنا ہوگی رسول کو اپنی زبان مبارک سے بھی اس کی تصدیق فرما ہوگی اور یہ عذر
 مقبول نہ ہو گا کہ افسوس ہمنے رسول سے خلافت کی بابت کچھ نہ پوچھا لیا نہ ہی کہنا صحیح ہو گا کہ رسول
 نے اپنے بعد کیوڑے کسی کو وحی و خلیفہ نہیں کیا، بیشک جو لوگ معیاری ہیں اور توارث رسالتی
 بھی اُن میں کا روبرو ہے اُن کے سوا دوسرا نام و خلیفہ وجانشین رسول ہو ہی نہیں سکتا جس کو رسول
 خدا کی متواتر حدیثیں بھی بتا رہی ہوں نیکو لوگوں میں سے چند ہیں جو تمام مستند کتب حدیث میں

موجود ہیں۔

(۱) احادیث اتحاد نور

(۲) احادیث اتحاد علم

(۳) حدیث منزلت دارقوتی

(۴) حدیث ختم خدیوہ

(۵) حدیث اقطین — وغیرہ وغیرہ

شیعہ کہتے ہیں کہ وحی رسول ویسی ہی ارتقائی فرد انسانوں میں ہو یعنی انسان کامل ہو
 جیسے رسول برحق تھے قبل نزول قرآن مجید دعوائے رسالت کی صداقت کا کیا معیار تھا اور
 لوگ اُس وقت کیوں ایمان لائے تھے جبکہ خدا نے نبوت رسول کی کوئی منادی کی تھی، نہ

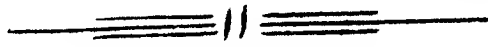
پیشرو نبی کی اس وقت کوئی نص تھی اس وقت محض دعویٰ نبوت کا زور و قوت اور رسول خدا کا زبردست کیر کڑ تھا یعنی وہ انسان کامل تھے جس نے نبوت کو منوکر دیا کیا وجہ ہے کہ اسی معیار پر خلافت و امامت کو بھی نہ جانچیں شیعوں کے واسطے کھلا راستہ بس یہی ہے کہ امامت کو فرع نبوت سمجھ کر دعویٰ رسالت کی صحت و صداقت کے معیار پر جانچیں جو اس معیار پر پور اُتے بس وہی خلیفہ برحق ہے چنانچہ بالآخر مسلمان کو چاند نہ ہوا اور علی مرتضیٰ کی ذات قدسی کے زور و قوت نے جہد فراق اسلامی کو اپنی طرف جھکا لیا جو آج تک اجماعی طور پر سب کے امام ہیں۔

حضرات اہلسنت گذشتہ شیعہ نقطہ نظر سے اختلاف رکھتے ہوئے خلافت کے واسطے اجماع شوریٰ قہر و غلبہ میں کسی ایک ٹے کو خلافت کے واسطے ضروری سمجھتے ہیں جو تیرہ سو صدیاں گزرنے پر آج تک ملے نہیں ہوا۔ ہم اس بحث کو یہیں ختم کرتے ہیں اور ہر شخص کے مفصلہ پر چھوڑتے ہیں جس کا جود مل چاہے اختیار کرے ہم نے دو بڑے فرقوں کے صرف اختلاف کو تباہ کیا ہے جو ٹنے مرنے کی چیز نہیں ہے صرف اختلاف رائے ہے ہر شخص اس کا فیصلہ خود اپنے مقام پر کر سکتا ہو کہ شیعہ نگاہ بیان کر مہول صحیح ہے یا اہلسنت کا!

شیعوں کا بارگاہ امام!

کہا جاسکتا ہے کہ قانون ارتقا دس بیس فردوں میں محدود نہیں ہوتا تدریجی ارتقا کو لاکھوں منزلوں سے گذرنا ہوتا ہے اس بنا پر قانون توارث نبوت سے امامت کا بارگاہ فردوں میں کیونکر ختم ہو گیا۔ اس سلسلہ امامت کو بھی صدیوں چلنا چاہئے۔ اور امامت بارگاہ میں ختم نہ ہونا چاہئے۔ یہ شیعہ اس لئے ہے کہ ہم زمانہ اور کثرت تعداد کو ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ جس طرح نشو و ارتقا تدریجی ہوا لیکن انسان کی پہلی فرد پیدا ہونے ہی ایک ہی فرد کے بعد قانون ارتقا نے توارث کے لئے جگہ خالی کر دی۔ نبوت کے ارتقا کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار افراد کے بعد ارتقا ختم ہوا اور توارث

شروع ہو گیا۔ انہیں افراد میں جو نبی اور علمی وارث بھی تھے رسول خدا کے قانون توارث نہ معلوم کہاں تک بڑھتا اگر بارہویں فرد غائب و موجود نہ ہوتی۔ اس لئے امامت بارہویں پر جا کر رک گئی۔ اور توارث امامتی بھی ختم ہو گیا۔



غیبتِ امام

وجود امام غائب محض شیعوں کا اعتقاد نہیں ہے اکابر علماء اہل سنت کا بھی اعتقاد ہے اور احادیث کثیرہ بھی گواہ ہیں عقلی شہروں سے حقیقت و واقعیت نہیں بدلتی۔ انسان کی طوہر بھی ہزاروں سال ہو سکتی ہے مذہبی لوگوں کے لئے جناب خضر و الیاس و جناب عیسیٰ نبیوں کی ظہوری زندگی سے قوم یا خدا کو جو فائدہ پہونچا دی بارہویں امام کی غیبت سے پہونچ سکتا ہے۔ وجود ملائکہ کا موسائی عبائی مسلمان کب انکار کر سکتے ہیں۔ فرشتے کس کو دکھائی دیتے ہیں باوجود غیبت ان کی افادیت سے کون انکار کر سکتا ہے غیبت امام بھی اسی طرح سے مفید ہے۔ رسول خدا کا رحمۃ اللعالمین ہونا اور جہل انانوں کا قیامت تک کے واسطے رسول و نبی ہونا تاؤ جن عالمی ہیں وہ نہ تھے قیامت تک کیونکر رحمت رہا اور بعد وفات قیامت تک نسلوں کے لئے رسول نبی کس طرح سے ہیں جبکہ دنیا میں بظاہر موجود بھی نہیں ہیں۔ اسی طرح سے امام ہمدی بھی باوجود غیبت افادیت میں اپنی کمال ہیں۔ دیکھو وہ تو اے مادی جو ہزاروں سال علم انسانی میں نہیں آئے اس لئے وہ استعمال بھی نہیں ہوئے۔ پھر کیا وہ اس لئے غیر موجود، غیر مؤثر، غیر مفید، قابل انکار تھے۔ ہرگز نہیں۔ ان کے پوشیدہ اثرات برابر کامر ماتھے عبث و فضول نہ تھے مثلاً الکٹری سٹی چند روز پیشتر علم انسانی میں نہ تھی۔ باوجود اس کے کائنات کے ذرہ ذرہ میں کارفرما تھی یہی حال غیبت امام کی افادیت کا ہے۔ حیاتیات میں جوانی عمر کا قانون بنایا گیا ہے وہ بھی اکثر طویل العمر انوں میں ملتا رہتا ہے تین سو سال سے زائد عمر کے لوگ تاریخ میں نمود

ہیں پھر کیا قانون ارتقا ہر کس سال میں محدود ہے۔ نین سو سال عمر والے کہاں سے آگئے۔ اسی طرح سے چنواؤں میں ترقی کی منزلیں ہزاروں ہزار سال میں نہیں جھٹلائی جاسکتیں۔ مستند حدیثوں اور معجزانہ زندگی کے بطلان پر کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔

معجزہ و قانون ارتقا

لاکھوں سال کا قانون ارتقا ایک فہ قانون توارث سے توڑ دیا گیا کیا یہ کھلا معجزہ قدرت کا نہیں ہے اس معجزے کو نہ مان لیتے ہو لیکن آئندہ کے واسطے قدرت کو پابند بنانے پر کوئی دلیل نہیں پیش کرتے اسی طرح سے قانون توارث کو بھی قدرت عیسیٰ کو بے باپ سپرد کر کے توڑ سکتی ہے قانون عمر میں حضرت عیسیٰ و حضرت الیاس و حضرت خضر اور حضرت امام مہدی کو بھی ہزاروں سال زندہ رکھ کر توڑ سکتی ہے۔ خدا کی لامحدود قدرت طرح طرح سے معجزہ دکھا سکتی ہے۔ سب سے بڑا معجزہ قدرت کا کائنات کو نیست بہت کرنے کا ہے پھر انبیاء کے ذریعے معجزات کا ظہور قدرت کا ایک ادنیٰ اور معمولی معجزہ ہے جس کے انکار پر کوئی دلیل نہیں ہے (دیکھو ہماری کتاب فلسفہ معجزہ) خدا میں کس قسم کا تھکاؤ یا قدرت کا خاتمہ نہیں ہوا ہے اس بحث کے علاوہ ہم دوسری طرح سے معجزے کو پیش کر سکتے ہیں قانون ارتقا قانون توارث کے بعد مکمل ہوجاتا ہے تم ہمیشہ اس قانون توارث کو دیکھتے رہتے ہو آدمی کا بچہ آدمی ہوتا ہے گہروں سے گہروں پیدا ہوتا ہے اس یومیہ مشاہدے سے تم ایسے خوگر ہو جس کے خلاف تمہارے ذہن میں نہیں آتا لیکن فرض کرو کہ قانون ارتقا خدا کا بنایا ہوا قانون توارث بنانے کے بعد روک دیا گیا لیکن قدرت تھوڑی دیر کے واسطے پھر قانون قدرت کو لگے بڑھادے اور توارث سے پہلے والی حالت دہرانے لگے یعنی جس منزل پر ارتقا تھا اس سے یکدم تیسرے ہٹ کر آدمی سے بندر و ریچھ مسخ ہو کر بن جائے۔ جلیا کر آج بھی عورت سے مرد مرد

عورت بن جانے کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں یا کہ عورت کے پیٹ سے عجیب و غریب مخلقت
 بچہ پیدا ہونے کی خبریں گشت کرتی رہتی ہیں۔ اس طرح سے اگر انتہائی ارتقا پر ایک قوم اور
 آگے بڑھا دیا جاوے مثلاً عصاے جناب مو سے بنائی چیزیں بنائی ارتقا ختم ہو چکا تھا اس کی
 ارتقائی منزل آگے بڑھا کر حیوان و اژدہ بنا دیا جاوے اور حیوان خوار و گوشت خوار درختوں
 کی خاصیت ویدی جاوے (دیکھو علم نباتات میں مثالیں) جمائیت میں نر قی و دیگر جاڑ سے
 ناقہ جناب صالح نکالا جاوے آدمی میں قوت اڑنے اور نظام لمبے شمسی میں جانے کی نہ
 تھی۔ ہوا کا فرش زمین کی کشش فضا میں آکسیجن کی فراوانی بہت سے موانع تھے۔ لیکن سہل
 خدا کو معراج کرا دی (دیکھو ہمارے کتاب معراج پر نظر فرمائیے) وغیرہ وغیرہ ایسے دو ایک واقعے
 پیش کر کے ر قانون ارتقا شروع کر دیا گیا۔ چونکہ ایسے خارق عادات واقعہ گاہ گاہ ہوتے ہیں
 اس لئے معجزہ تھاری سمجھ سے باہر ہے اس وقت معجزہ ناموجود نہیں جو خدا کی بے پناہ قوت
 سے کام لیکر اب بھی ہم کو معجزہ دکھاوے اس لئے تم یقین کرتے کس مسئلے ہو لیکن انکار
 معجزہ پر خود بھی کوئی پُر زور دلیل نہیں پیش کرتے۔



قیامت و ارتقا !

جیاجی کے چار دوسریں کا ہر دو کر کیا قیامت نہ اند تھا بجا یثا رات کی ٹوٹ پھوٹ اس کیسے
 قیامت کبریٰ نہ تھی تو انہیں طبیعہ کی ٹوٹ پھوٹ کیا قیامت نہیں ہے قانون ارتقا کا قانون تہ
 سے ٹوٹا کیا قیامت نہیں ہے یہ چھوٹی چھوٹی قیامتیں روزمرہ ہو کرتی ہیں کوئی انکار نہیں
 کرتا۔ لیکن قیامت کبریٰ کا نام سنتے ہی چراغ پا ہو جاتے ہیں قانون ارتقا کو رات کا ٹوٹ جانا ہی
 قیامت کبریٰ ہے نیست سے ہست کرنا دنیا کا قدرت کا معجزہ تھا خدا ہی نے دنیا کی نیلی کو مٹایا۔
 وہی اس کی ہستی کو نیستی سے بدل دیا انکے یسے المخلوق تھے یسے (سورۃ یونس)

آخرت اور یوم جزا و سزا جس کو اسلام نے معادِ جہانی کہا ہے اور جنت و دوزخ قانونِ توارث سے روک کر قانونِ ارتقا کو آگے بڑھا دینا موجودہ دنیا سے نئی دنیا پیدا ہو سکتی ہے موجودہ ارتقا سے دو گنا تنگنا دس گنا ارتقا کو دینا قدرتِ کاملہ کے واسطے آسان ہے حبش و بربر کے بہنے والے اپنے سے زائد مرتقی افراد کو تصور نہیں کر سکتے پھر کیا یورپ والے بھی حبشی و بدتر فیضیہ کے ہیں؟ نہیں تم اپنی دنیا سے زائد حبشیوں کی طرح سے کسی ایسی دنیا سے دس گنی دنیا کی ترقی کا تصور نہیں کرتے۔ اس لئے بہشت و دوزخ سے انکار کرتے ہو۔ اسی کو جنت و دوزخ کہتے ہیں جس دنیا کو تم نے ابھی نہیں دیکھا ہے لیکن خدا کی نبیوں کی وحیاں اس کا صداقت کی کافی دلیل ہیں۔ قرآن مجید میں ہے اور اُن کے لئے جنتیں ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ اُس میں رہیں گے۔ و جنات لهم مستحان نجیم خالدین فیجا ابدال (سورہ توبہ) اور بدکاروں کے واسطے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے و فی النار ہم خالدون (سورہ توبہ) جنت نعمتوں و راحتوں کی انتہائی ارتقائی دنیا ہے اور جہنم تکلیفوں و آفتوں کی آتشیں آہنِ دنیا ہے۔ تم بجانِ انسان کی دونوں حالتوں سے انکار نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر کہا جاوے کہ مردوں کو پھر تازہ زندگی بخشی جاوے گی تو صاف انکار کر دیتے جو محض اس لئے کہ تم نے مردہ زندہ ہوتے نہیں دیکھا لیکن یہ بھی تو نہیں دیکھا کہ پہلی مرتبہ انسان میں جان کیونکر پڑی۔ اسی نہ دیکھنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ انسان کو قدیم مان لیا اور یہ نہ سمجھے کہ جس مجموعہ کے افراد جدید و حادث ہیں اُس کا مجموعہ قدیم نہیں ہو سکتا۔ دیگر برکات میں تو مرکب تابعِ خواہر و اثار میں افراد و اجزاء کے مان لیتے ہو۔ لیکن یہاں آکر بھول جاتے ہو اور کہہ دیتے ہو انسان ہمیشہ ہے ہمیشہ رہیگا۔ محض نہ دیکھنا دلیلِ انکار کی نہیں ہو سکتی اسی دوبارہ زندگی کو اسلام نے معادِ جہانی کہا ہے و الذی احیاکم ثم میتکم ثم یمیتکم ان الانسان لکفور (سورہ حج) معاد کا انکار کر کے بلا وجہ کافر بننے ہو جانا۔ اس عام حیاتِ بخشی کے لئے نبیوں کے لائقوں پیدا کرنا خاص خاص مردوں کے زندہ کرنا

لہذا معجزہ نہائی تم کو سمجھایا بھی ہے پھر بھی معاد کو نہ سمجھتے سرے سے معجزے ہی کے منکر ہو کر
 خدائی قدرت کا انکار کر کے اچھے خاصے کافر بن بیٹھے۔ ہندو مت آواگوں کے ذریعے ایک
 انسان کی صد ہا زندگیوں اور موتوں کا قائل ہے پھر وہ مسلمانوں کی ۱۰ عباد کا کب منکر ہو سکتا
 ہے۔ وہ تو صرف ایک موت کے بعد ایک ہی مرتبہ آنے والی زندگی کے قائل ہیں۔ لہذا
 یہودی، عیسائی، مسلمان اور ہندو دنیا کے سب سے چار بڑے فرقے تو معاد سے انکار
 ہی نہیں کر سکتے۔

۲۰ ستمبر ۱۹۴۷ء درہم پٹی

ضمیمہ کتاب صنف

ہم نے اُنیکل عوام میں چند حدیثوں کا حوالہ دیا تھا جس کا مہل ذکر اس ضمیمہ میں کیا جاتا ہے۔ مفصل بیان کرنے میں متعدد مجلدات لکھے جاسکتے ہیں اور اہل شیعہ نے مبسوط کتابیں لکھی ہیں چنانچہ عبقات الانوار کے مجلدات اس کا واضح ثبوت ہیں بالاختصار اس موقع پر اُن کا ذکر لازم ہے۔

حدیث اتحاد نور

حدیث نور اُنیس سندوں سے علماء اہل سنت نے روایت کی ہے اور چودہ سندوں سے علماء شیعہ نے روایت کی ہے متفق علیہ ہے اور ہر دو فریق میں سے کسی نے اس حدیث سے انکار نہیں کیا ہے حدیث حسب ذیل ہے۔

جناب سلمان فارسی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ میں اور علی ایک نور سے تھے۔ جو خدائے عز و جل کی انگوٹھی میں تسبیح اور تقدیس کرتے تھے حضرت آدم کی خلقت سے ہزار سال پیشتر جب خلقت حضرت آدم ہوئی تو یہ نور صلب حضرت آدم میں رکھا گیا اور ہر وقت میں یہ نور ایک ساتھ رہا۔ یہاں تک کہ ہم نے جدائی صلب جناب عبد اللہ میں پھونک کر حامل کی ہم کو نبوت ملی اور علی کو خلافت (مناقب ابن مغازلی) اس روایت کو باحالات، الفاظ مختلف، متون پر مختلف اصحاب کرام سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے دیکھو کتب احادیث علماء اہل سنت

دفراید اسمطین جموینی، مستدام احمد بن حبیل، مناقب ابن مغازلی شافعی، کتب لغز دوس و طبعی، مناقب ابن شاذان قمی مناقب فاخرہ، ابوالموید موفی بن احمد، محمد بن علی بن ابوہرقم، مالی شیخ طوسی فیما تزل فی اہل البیت من القرآن شرف الدین نجفی محمد بن خالد طیاسی، صحایح کلاؤل شیخ طوسی تالیف الآیات الباہرہ شرف الدین نجفی، کتاب النصوص علی الائمہ ابن بابویہ تفسیر ابن ماہینار)



حدیث اتحاد علم

علمائے اہلسنت و علماء شیعہ نے نقل کی ہے اور متفق علیہ ہے کسی عالم و محدث نے ان احادیث سے انکار نہیں کیا ہے علم حضرت امیر کے متعلق مختلف عنوان محدثین نے قائم فرمائے ہیں اور ہر ایک عنوان کے تحت میں مختلف اسامی سے کثیر روایات کئے ہیں جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

چند حدیثوں کا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ خدا نے تمھیں تعلیم کیا میں نے سب علی کو تعلیم دیدیا کسی موقع پر رسول خدا نے فرمایا جو حضرت آدم کے علم کو دیکھنا چاہتا ہے وہ علم علی کو دیکھے۔ ام المؤمنین عائشہ نے فرمایا جملہ اصحاب میں علم تر علی ہیں۔ ابن عباس نے کہا علم کے چھ حصے ہیں پانچ حصہ مخصوص امیر المؤمنین سے ہیں اور تین ہم سب شریک ہیں اور اس میں بھی علی کا حصہ ہے حضرت رسول نے فرمایا میری امت میں سب سے زائد علم رکھنے والا علی ہے رسول خدا نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا علی میرے علم کا امین بنے ہوں نے فرمایا میں میزان علم ہوں اور علی اُس کے دونوں پہرے ہیں رسول خدا نے فرمایا میں شہر علم ہوں۔ علی اُس کا دروازہ ہیں پھر رسول نے فرمایا میں حکمت کا گھر ہوں علی اُس کا دروازہ ہیں کبھی فرمایا۔ علم کے میں نے دس حصہ کئے ہیں۔ نو حصہ علی کے پاس ہیں اور ایک حصہ میں تمام لوگ شریک ہیں۔

کبھی فرمایا رسول نے علی کو ہر باب علم کے تعلیم دئے ہر باب کو ہزار ہزار باب علم کے ان پر مکمل گنو کبھی رسول نے علی کو تمام امت کا قاضی فرمایا جناب ابو بکر و جندبہ و جناب عثمان اکثر مسائل میں حضرت علی سے فیصلہ کرتے تھے کبھی رسول نے فرمایا میرے بعد علم امت علی ہے اور کبھی فرمایا میرے بعد قاضی ترین امت علی ہے اور کبھی فرمایا خدا نے جتنا علم تمہیں عطا کیا تھا سب میں نے علی کو دیدیا ہے غرض کہ کئی طرح حدیثیں اسی طرح سے حق علی بن ابی طالب علیہ السلام میں آئے الجدید میں نے سیکڑوں سندوں سے نقل کی ہیں بلا اختلاف دیکھو و شرح پنج البلاغ ابن ابی الحدید۔ جامع المودہ، مودۃ اہل القربی۔ مناقب ابن مغالہ مناقب و خطب خوارزمی۔ مسند احمد ابن حنبل۔ جلیۃ الاولیاء۔ ذرایۃ السطین۔ فردوس و ملی صحیح مسلم۔ فضائل الصحابہ سمعانی۔ فتح المبین کشف حق للعقین محمد بن علی الحکیم الترمذی وغیرہ وغیرہ

حدیث منزلہ دینی

رسول خدا نے حق امیر المؤمنین میں فرمایا یا علی تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ارسلان نبی کو جناب موسیٰ سے تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا یہ سوجھدیش اکابر ائمہ اہلسنت نے جمع کی ہیں جس طرح سے جناب ہارون خلیفہ و وزیر و قائم مقام حضرت موسیٰ تھے اُسی طرح سے حضرت علی بھی ۔ چونکہ ختم نبوت رسول خدا پر ہو چکی تھی اس لئے علی رضی اللہ عنہ نہیں ہوئے دیکھو کتب مستندہ کو مسند احمد بن حنبل صحیح بخاری صحیح مسلم جمع بین الصحاح السنۃ مصنفہ زیر مناقب ابن خازمی کتاب مغازی محمد بن اسحاق کتاب الفردوس و ملی مناقب و خطب خوارزمی ۔ مناقب فاضلہ فی العشرۃ الطاہرہ فضائل سمعانی ۔

حدیث خم غدیر!

اس حدیث رسول کو جملہ علماء و ائمہ اہلحدیث نے نقل کیا ہے تو اسی حدیث ہیں اور جملہ مورتخین اسلام شاہد ہیں۔ بڑا رہن عازب اقل ہیں کہ میں سفر میں رسول خدا کے ہمراہ تھا۔ غدیر خم میں ہم لوگ اترے اور نماز پڑھنے کے واسطے طلب ہوئے۔ رسول خدا ایک رخت کے تپنے کھڑے ہوئے اور سب نے جماعت نماز نظر اولیٰ اس کے بعد رسول خدا نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تمام کر جماعت سے خطاب فرمایا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں جملہ مومنوں کے نفوس سے اولیٰ تر ہوں سب نے کینے بان کہا۔ بیشک چھوڑا کیا نہیں جانتے کہ میں ہر مومن کے نفس سے اولیٰ تر ہوں سب نے عرض کی بیشک آپ سب کے نفوس سے افضل و اولیٰ ہیں۔ اور علی کا ہاتھ تمام کر فرمایا یہ جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اُس کے مولیٰ ہیں۔ خدایا تو دوست رکھ اُس شخص کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھے اُس شخص کو جو علی سے دشمنی کرے بڑا کہتے ہیں کہ جناب عمر حضرت علی کے قریب آئے اور کہا مبارک ہو آپ کو اے علی ایسی صبح کی آپ نے کہ ہر مومن و مومنہ کے آپ مولیٰ ہو گئے۔ صاف و واضح ہے بلا تاویل جس معنوں میں رسول خدا جملہ مومنین و مومنات کے مولا تھے انہیں معنوں میں حضرت علی بھی، ورنہ کچھ فرق و امتیاز فرمایا ہوتا پنے اور علی رضی اللہ عنہ کے مابین اور جناب عمر بھی اسی بنا پر مبارکباد دینے آئے تھے اور تاویل و تہجیت کا علاج نہیں ہے۔ دیکھو کتبِ حدیث و تاریخ و ماہِ نبوی کو (مسند احمد بن حنبل صحیح مسلم تفسیر طبری جمع بین الصحاح السنن ابوداؤد صحیح ترمذی مناقب ابن مغازی مناقب اخطب خوارزمی حلیۃ الاولیاء ابوالعینم فضائل الصحابہ سہلانی فرائد السمیعین

فصول المہمہ ابن حبان مالکی شرح نوح البلاغۃ ابن ابی الحدید معتزلی - نیا بیع المودہ

حَدِيثِ ثَلَاثِينَ

سجید غدیری ناقل ہیں فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، میں نے تم میں دو بھائی چڑھائے اپنے بعد کے واسطے چھوڑی ہیں جب تک ان دونوں کی پیروی اور اطاعت کرو گے ہمیشہ گمراہی سے بچتے رہو گے ایک ان دونوں میں کا دوسرے سے بزرگ ہے۔ کتاب خدا ایک پھلی ہوئی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی ہے دوسرے میری قدرت میرے اہلبیت یہ دونوں آپس سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پڑا دیں یہ حدیث متفق علیہ فریقین ہے اور اثنائیس مندول سے حدیثیں ہیں کسی فریق نے انکار نہیں کیا ہے دیکھو کتب مستندہ علماء و محدثین کو منہاج ابن جنبل - صحیح مسلم - تفسیر نعیمی - مناقب ابن خثالی - جمع بین الصحاح - السنن - سنن ابو داؤد - صحیح ترمذی - کتاب فضائل سہانی - مناقب خطب خوارزمی - سیر الصحابہ امام حموی - شرح نوح البلاغۃ ابن ابی الحدید - نیا بیع المودہ - مطالب السؤل طلحہ شافعی وغیرہ وغیرہ

ناشر: سیدنا حسین زیدی - قمر الدین برہان اسٹریٹ بمبئی نمبر ۸
 طابع: ۱۹۰۰ء - سال ۱۳۲۰ھ - ۱۳۲۱ھ - آرتھ لیتھو اینڈ پرنٹنگ پریس
 بے نمبر (۳)

